قال اللہ تعالےٰ۔ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ
اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ط

بسلسلۂ ردِّ بدعت

رُجوم المذنبین علٰے رُؤسِ الشیاطین

مشہور بہ

الشہاب الثاقب

علی المسترق الکاذب

مؤلفہ

ملجاء العلماء مرکز دائرۃ التحقیق وحید العصر جانشین شیخ الہند رحؒ

حضرت مولانا السید حسین احمد صاحب مدنی صدر المدرسین دار العلوم دیوبند

ناشر

۲۴۷۵۵۴

مکتبہ رحیمیہ دیوبند

عیاض ۶۹۵ (فون 23002)

MAKTABA RAHIMIA

3. 2. DEOBAND 247554 PH.: 01336-23002

وہ تنہا ہو کر کتنے فِرَق اور جماعتوں کا مقابلہ کر رہا ہے۔ اللہ اکبر

صاحبو! ذرا غور کے ساتھ ملاحظہ فرمادیں۔ یہ فریب تھوڑا نہیں ہے بلکہ خاص مکر شیطانی ہے جس کو اس نے اپنے استاد خاص ابلیس لعین سے سیکھا ہے۔

چھٹا بہتان و مکرِ عظیم

یہ فریب اور مکر بہت ہی بڑا دجال المجددین اور اس کے اتباع کا ہے کہ جس کی وجہ سے اہل عرب میں خصوصاً اور اہلِ ہند میں عموماً اس طائفہ کی اشاعت ہوتی ہے اور اسی نام کی بدولت دنیا جہان سے دھوکہ دیکر روٹیاں ہاتھ آتی ہیں۔ یہ جملہ مکاریوں کی اصل اور تمام دغابازیوں کی بنیاد ہے۔ صاحبو! محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداءً تیرہویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا۔ اور چونکہ یہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہل سنت والجماعت سے قتل و قتال کیا ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا۔ ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہلِ حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں۔ سلفِ صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کیے۔ بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ الحاصل وہ ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا اسی وجہ سے اہلِ عرب کو خصوصاً اس کے اور اس کے اتباع سے دلی بغض تھا اور ہے اور اس قدر ہے کہ اتنا قوم یہود سے ہے نہ نصاریٰ سے نہ مجوس سے نہ ہنود سے غرضکہ مذکورۃ الصدر کی وجہ سے ان کو اس کے طائفہ سے اعلیٰ درجہ کی عداوت ہے اور بے شک جب اس نے ایسی ایسی تکالیف دی ہیں تو ضرور ہونا بھی چاہئے۔ وہ لوگ یہود و نصاریٰ سے اس قدر رنج و عداوت نہیں رکھتے جتنی کہ وہابیہ سے رکھتے ہیں۔ چونکہ مجدد المضلین اور اس کے اتباع کو اہلِ عرب کی نظروں میں خصوصاً اور اہل ہند کی نگاہوں میں عموماً ان کے بہی خواہ اور دوسروں کو ان کا دشمن، دین کا مخالف ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے

اس لئے اس لقب سے بڑھ کر ان کو کوئی لقب اچھا معلوم نہیں ہوتا، جہاں کسی کو متبع شریعت و تابع سنت پایا چٹ وہابی کہہ دیا تاکہ لوگ متنفر ہو جاویں اور ان لوگوں کے مصالح اور تر لقموں میں جو طرح طرح کی مکاریوں سے حاصل ہوتی ہیں، فرق نہ پڑے۔ صاحبو! شراب پیو، ڈاڑھی منڈاؤ گور پرستی کرو، نذر لغیر اللہ مانو، زنا کاری، اغلام بازی ترک جماعت و صوم و صلوٰۃ جو کچھ کرو یہ سب علامات اہل سنت والجماعت ہونے کی ہو اور اتباع شریعت صورۃً و عملاً جس کو حاصل ہو وہ وہابی ہو جاوے گا۔ مشہور ہے کہ کسی نواب صاحب نے کسی اپنے ہمنشیں سے کہا میں نے سنا ہے تم وہابی ہو، انہوں نے جواب دیا حضور میں تو ڈاڑھی منڈاتا ہوں، میں کیسے وہابی ہو سکتا ہوں میں تو خالص سنی ہوں، دیکھئے علامت سنی ہونے کی ڈاڑھی منڈانا ہو گیا" دجال مجدد دین نے اس رسالہ میں اس غرض خاص سے ان اکابر کو وہابی کہا ہے تاکہ اہل عرب دیکھتے ہی غیظ و غضب میں آکر تلملا جاویں اور بلا پوچھے گچھے بغیر تأمل تکفیر کا فتویٰ دیدیویں اور پھر لفظ وہابیت کو متعدد جگہوں میں مختلف عنوانوں سے الفاظ خبیثہ سے یاد کیا ہے حالانکہ عقائد وہابیہ اور اکابر کے معتقدات و اعمال میں زمین و آسمان بلکہ اس سے زائد کا فرق ہے۔ یہ حضرات بالکل سلف صالحین کے عقائد پر ہیں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور فقہائے حنفیہ کے طریق پر ہر طرح علماً و عملاً کاربند ہیں سرمو تفاوت کرنا نہیں چاہتے سلوک اکابر طرق اربعہ خصوصاً چشتیہ و صابریہ ان کا معمول بہا ہے۔

اب میں چند عقائد وہابیہ کے اور اس کے مقابل ان اکابر کے مختصر آعرض کرتا ہوں کہ مشتے نمونہ خروارے آپ سبھوں پر واضح ہو جائے کہ کس درجہ کا افترا ان بزرگوں پر کیا جا رہا ہے اور بریلوی دجال اور اس کے اتباع کس قدر اہل حق پر ظلم و بہتان بندی کر رہا ہے۔ محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم و تمام مسلمانان دیار مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خاں نے خود اس کے ترجمہ میں ان دونوں باتوں کی تصریح کی ہے

ایک دفعہ در جنت پر پہنچی تو رحل اس جماعت سے بھی ادنیٰ درجہ میں تھا کہ جس کو اس تدریج سے در جنت پر پہنچایا اور یہ تدریج ہی دلیل اس کے کمی مرتبہ کی اس قوم آخر سے ہے تو ایمان کا وہ درجہ کہ کسی ملک اور رسول کو بھی مفہوم نہ ہو عند اللہ موجب نجات و معتبر ہے پھر کسی مومن کو قطعی ناری کہنا اور کسی درجہ مخفی ایمان کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھنا چاہئے۔ اسی واسطے فقہائے امت علیہم الرحمتہ نے فرمایا کہ سو وجوہ میں اگر ایک وجہ ایمان کی بھی ہو سکے تو تکفیر مومن کی نہ کرنا چاہئے سو یہ سو درجہ فرمانا فقہا کا تحدید نہیں بلکہ تکثیر ہے ہزار میں سے ایک وجہ ہو جب بھی تکفیر نہ کرے کہ ایمان کی بہت بڑی عظمت ہے کہ تصدیق توحید حق تعالیٰ صفت خاصہ حق تعالیٰ کی ہے "قل هو الله احد" پھر جس کی جلد میں یہ نور صفت خاصہ داخل ہے اگرچہ کسی درجہ خفیفہ میں ہو۔ وہ کس طرح مقبول اور جنتی نہ ہو۔ دخول نار اس کی تہذیب اور اصلاح کے واسطے ہے، نہ تحقیر و تعذیب کے واسطے، مگر بظاہر صورت عذاب ہے جیسا دشمن کو مارنا اور اپنے ولد محبوب کو تربیت کے لئے مارنا مشابہ ہے مگر دونوں میں فرق ہے۔ لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ لہٗ الملک ولہٗ الحمد وهو على كل شيء قدير اس سے قیاس کرنا چاہئے کہ جس کے قلب میں قرآن شریف کل یا جزء ہوگا اس کا کیا مرتبہ ہے۔ لو جعل القرآن فی اھاب ثم القی فی النار ما احترق حدیث صحیح ہے اور جس کا قلب بحضور و مشاہدہ حق تعالیٰ زندہ ہے وہ کس درجہ کا نورمعیت سے مالا مال اور محفوظ اور مقرب حق تعالیٰ کا ہوگا یہ حدیث تدریج اس مرتبے کے تحصیل کا شوق دلاتی ہے۔ انتہا کلامہ الشریف۔

حضرات اب غور فرمائیں کہ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہٗ العزیز اور ان کے اتباع کس قدر تکفیر اور مشرک کہنے وغیرہ میں احتیاط فرماتے ہیں۔ اور کسطرح سلف صالحین کے اتباع میں سرگرم ہیں بخلاف وہابیہ کے کہ تمام کو ادنیٰ شبہ خیالی سے کافر و مشرک کرتے ہیں اور ان کے اموال و دماء کو حلال جانتے ہیں۔ ع

بہ بیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

البتہ مجدد الدجالین اور ان کے اتباع بے شک وہابیہ کے قدم بقدم ہیں اور دور کے لزومات ذہبیہ اور وجوہاتِ اختراعیہ خیالیہ لیکر کافر بنانے کی کوشش وسعی کرتے ہیں۔ دائرہ امت محمدیہ کی تضییق وتصغیر کرنے کی فکر کریں دن رات کیجاتی ہیں کیا یہ لوگ محب رسول علیہ السلام یا مؤید امت ہو سکتے ہر گز نہیں کیا علما امت کا یہ کام ہے کہ زور لگا لگا کر معنوں کو بگاڑ کر عبارتوں کو قطع وبرید کر کرکے مسلمانوں کو کافر بنایا جائے یا وراثت نبوت اور علم شریعت کا یہ تقاضا تھا کہ زور شور لگا کر کافروں کو اسلام میں اور مشرکوں کو ایمان میں منافقوں کو ایقان میں داخل کرتے، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی طریقہ برتا تھا، کیا ائمہ کرام نے اسی کی تعلیم کی تھی، کیا سلفِ صالحین کا یہی شعار تھا؟ افسوس صد افسوس خداوند کریم کا خوف دل سے اٹھ گیا ہے۔ غین ختم خداوندی ان کے قلوب پر چھا گئی ہیں، بلکہ یہ لوگ تو وہابیہ سے اس وصفِ تکفیر وتضلیل مؤمنین میں بدرجہا بڑھ گئے، کیوں نہ ہو آخر مجدد ہیں ورنہ یہ وصف خلاف ہو جاوے گا۔ فظہر الفساد فی البر والبحر خذلہم اللہ تعالیٰ فی الدنیا والآخرۃ۔ آمین۔

(۲) نجدی اور اس کے اتباع کا ابتک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اسی زمانہ تک ہے جب تک وہ دنیا میں تھے بعد ازاں وہ اور دیگر مؤمنین موت میں برابر ہیں اگر بعد وفات ان کو حیات ہے، تو وہی حیات ان کو برزخ ہے جو احادات کو ثابت ہے بعض ان کے حفظ جسم نبی کے قائل ہیں مگر بلا علاقہ روح اور متعدد لوگوں کی زبان سے بالفاظِ کریہہ کہ جن کا زبان پر لانا جائز نہیں، دربارۂ حیات نبوی علیہ السلام سنا جاتا ہے اور انہوں نے اپنے رسائل وتصانیف میں لکھا ہے، اب غور فرمایئے کہ ان اکابر کے رسائل اور اعتقادات بالکل اس کے مخالف ہیں، حضرت مولانا نانوتوی قدس اللہ سرہ العزیز نے ایک بہت بڑی ضخیم کتاب تحریر فرمائی جو کہ مشہور بین العالم ہے اس زور وشور سے حیاتِ نبوی کا اثبات کیا ہے اور مذہب اہل سنت والجماعت اور فضائل نبوت میں کس درجہ اور قوت کے دلائل

درج فرمائے ہیں مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہٗ ہدایۃ الشیعہ اور رسالہ حج وغیرہ میں بھی اس کی تفریح وتائید فرمارہے ہیں چونکہ اس مسئلہ میں خصوصاً ان حضرات کی عبارتیں بہت طویل طویل واقع ہورہی ہیں اور متعدد رسالے اس مضمون میں تفصیلاً واجمالاً چھپے ہوئے موجود ہیں اس لئے بخوف طول میں نقل نہیں کرتا ہوں، جس کا جی چاہے آب حیات، وہدایت الشیعہ واجوب اربعین و لطائف قاسمیہ وزبدۃ المناسک وغیرہا رسائل میں دیکھ لیوے یہ ایک خاص مسئلہ ہے جس میں وہابیہ نے علماء حرمین کی مخالفت کی اور بارہا جدال ونزاع کی نوبت آئی اس مسئلہ میں اور مسئلہ آئندہ کی وجہ سے وہاں وہابی سنی سے متمیز ہوتا ہے۔

(۳) زیارت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم وحضوری آستانہ شریفہ وملاحظہ روضہ مطہرہ کو یہ طائفہ بدعت حرام وغیرہ لکھتا ہے اس طرف اس نیت سے سفر کرنا محظور وممنوع جانتا ہے لاتشد الرحال الی ثلثۃ مساجد ان کا مستدل ہے بعض ان میں کے سفر زیارت کو معاذ اللہ تعالیٰ زنا کے درجہ کو پہنچاتے ہیں اگر مسجد نبوی میں جاتے ہیں تو صلوٰۃ وسلام ذات اقدس نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں پڑھتے اور نہ اس طرف متوجہ ہوکر دعا وغیرہ مانگتے ہیں۔ صاحبو! ہمارے اکابر اس مسئلہ میں بھی ہر طرح سے مخالف اس طائفہ بابیہ کے ہیں وہ ہمیشہ سفر برائے زیارت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کرتے رہتے ہیں من حج ولم یزرنی فقد جفانی سے خائف اور من زارنی کے ہمیشہ عامل ہیں ان جملہ اکابر کو بارہا حضوری حرمین کی نوبت آئی ہے اور کبھی آستانہ نبوی پر حاضر ہونے سے نہ چوکے اور کیوں کر چوکیں کہ محبت وعقیدت مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے رگ وپے میں سرایت کئے ہوئے ہیں اور شراب اخلاص وعقیدت محمدی ﷺ سے سرشار ہیں، کیونکر صبر اس بارگاہ عالی سے کرسکتے ہیں اگرچہ دولت سے مالامال ہیں، مگر لقاء جسمی اور قرب ظاہری کے ہمہ وروز متمنی ہیں اور کیونکر نہ ہوں ان کا عقیدہ ہے کہ سفر زیارت قبر حضور اکرم علیہ السلام افضل المستحبات میں سے ہے بلکہ قریب واجب کے ہے، حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ زبدۃ المناسک ص۵ میں

دونوں مذہبوں میں کس قدر فرق ہوگیا۔

ششم یہ کہ شفاعت حضرت رسولِ مقبول علیہ السلام کی ثابت مانتے ہیں، بخلاف وہابیہ کے کہ مسئلہ شفاعت میں ہزاروں تاویلیں اور گھڑنت کرتے ہیں اور قریب قریب انکارِ شفاعت کے بالکل پہنچ جاتے ہیں۔

(۷) شانِ نبوت وحضرتِ رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل سرورِ کائنات ؐ کرتے ہیں اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانۂ تبلیغ کی مانتے ہیں اپنی شقاوتِ قلبی وضعفِ اعتقادی کی وجہ سے جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کرکے راہبر لا رہے ہیں ان کا خیال ہے کہ رسولِ مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذاتِ پاک سے بعد وفات ہے۔ اور اسی وجہ سے توسل دعا میں آپ کی ذاتِ پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں۔ ان کے بڑوں کا مقولہ ہے۔ معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد۔ کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذاتِ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں۔ اور ذاتِ فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔ اب اس کے مقابلہ میں ان ہمارے حضراتِ اکابر کے اقوال عقائد کو ملاحظہ فرمائیے۔ یہ جملہ حضرات ذاتِ حضور پُر نور علیہ السلام کو ہمیشہ سے واسطۂ فیوضاتِ الٰہیہ ومیزابِ رحمتِ غیر متناہیہ اعتقاد کیئے ہوئے بیٹھے ہیں۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ازل سے اب تک جو جو رحمتیں عالم پر ہوئی ہیں اور ہونگی عام ہے کہ وہ نعمت وجود کی ہو یا کسی قسم کی۔ ان سب میں آپ کی ذاتِ پاک ایسی طرح پر واقع ہوئی ہے کہ جیسے آفتاب سے نور چاند میں آیا ہو اور چاند سے نور ہزاروں آئینوں میں غرض کہ حقیقتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ واسطہ جملہ کمالات عالم وعالمیاں ہیں یہی معنی لولاک لما خلقت الافلاک اور اول ما خلق اللہ نوری اور انا نبی الانبیاء وغیرہ کے ہیں اس احسان وانعام عام میں جملہ عالم شریک ہے علاوہ اس کے آپ ذاتِ مقدس

یہ سن کے آپ شفیع گناہگاراں ہیں | کئے ہیں میں نے اکٹھے گناہوں کے انبار
کفیل جرم اگر آپ کی شفاعت ہو | تو قاسمی بھی طریقہ ہو صوفیوں میں شمار
گناہ کیا ہیں اگر کچھ گنہ کئے ہیں نے | تجھے شفیع کہے کون گر نہ ہوں بدکار
مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا | نہیں ہیں قاسم بے کس کا کوئی حامی کار
جو تو ہی ہمکو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا | بنے گا کون ہمارا ترے سوا غم خوار

بوجہ خوفِ طوالت تمام قصیدہ کو نہیں لکھتا ہوں مگر اہلِ فہم سمجھ گئے ہوں گے کہ مولانا کو کس قدر عقیدت و محبتِ عشقیہ ذاتِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اور کس قدر تعظیم آنحضرت علیہ السلام کی ان کے قلبِ انور میں بھری ہوئی ہے۔ فی الحقیقت یہ قصیدہ نہایت سچا اور پاکیزہ واقع ہوا ہے کہ جس کو دیکھتے ہی حرزِ جان کرنے کو بے اختیار جی چاہتا ہے۔ رسالہ آبِ حیات و قبلہ نما و اجوبہ اربعین وغیرہ رسائل علمیہ تو حضرت مجدد بریلوی صاحب کیا دیکھ سکتے ہیں۔ کہاں اتنی لیاقت و فہم رکھتے ہیں کہ اس کے مضامین تک پہونچیں اور اپنے سیاہ قلب کو اس کی شعاعوں سے منور کریں اس کی تو ہم کو ان روافض سے امید ہی نہیں، مگر اس قصیدہ نعتیہ کو تو ایک نظر دیکھ لیں، تعجب ہے کہ حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جن کے لفظ لفظ سے عشق و خلوص و غایت ادب ٹپکتا ہے ان کی نسبت تو یہ خبیث الزام دشنام نبوی اور بغض رسالت کا لگا دیا اور خود کو جس کو بطفیل مولانا یعقوب علی صاحب مرحوم دفتر اہلسنت میں شرافت درج اسمی نصیب ہوئی ورنہ خدا جانے کس تعزیہ کے پیچھے غبار پھانکتے، جوتیاں چٹخاتے پھرتے محب رسول کہلاویں ع

برعکس نہند نام زنگی کافور | العجب العجب ویا للعجب

ہر چند تعزیہ ظاہر چھڑ دیا ہے مگر تبرا گوئی جو کہ خمیر اور نطفوں میں پڑی تھی کس طرح زائل ہو سکتی تھی، البتہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں گستاخی کرنا تو موجب رفض ظاہری بین العوام ہو جائے اور ہر طرف سے مطرود اور ملعون ہونے کا

سبب بن جاوے، اس لئے ان کے سچے جانشینوں اور برگزیدہ اولاد پر آپ نے ہاتھ صاف
کیا اور ان کی دشنام اور تکفیر سے نامۂ اعمال پر کیا، حضرت مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہٗ العزیز زبدۃ
المناسک ص ۵۶ میں فرماتے ہیں، اور جب مدینہ منورہ کو چلے تو کثرت درود شریف کی راہ بہت
کرتا رہے، پھر جب درخت وہاں کے نظر پڑیں تو اور زیادہ کثرت کرے جب عمارت
وہاں کی عمارت نظر آوے تو درود پڑھ کر کہے اللّٰھم ھٰذا حرم نبیک فاجعلہ وقایۃ
لّی من النار وامانا من العذاب وسوء الحساب اور مستحب ہے کہ غسل کرے یا وضو اور
کپڑا پاک صاف اچھا لباس پہنے اور نئے کپڑے ہوں تو بہتر اور خوشبو لگائے اور پہلے سے
پیادہ ہوئے اور خشوع اور خضوع جس قدر ہو سکے فرو گذاشت نہ کرے اور عظمت مکان کی
خیال کئے ہوئے درود شریف پڑھتا ہوا چلے جب مدینہ منورہ میں داخل ہو کہے رب ادخلنی الخ اور ادب
اور حضورِ قلب اور دعا اور درود شریف بہت پڑھے، وہاں جا بجا موقع قدم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہیں، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں سوار نہیں ہوتے تھے فرماتے تھے کہ مجھ کو حیا
آتی ہے کہ سواری کے کھروں سے اس زمین کو پامال کروں کہ جس میں حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے
پھرے ہوں اور بعد تحیۃ المسجد کے سجدہ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت اس کے نصیب کی۔ پھر
روضہ کے پاس حاضر ہو اور باادب تمام اور خشوع کھڑا ہو اور زیادہ قریب نہ ہو اور دیوار کو ہاتھ
نہ لگادے کہ محل ادب اور ہیبت ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لحد شریف میں قبلہ کی طرف
چہرۂ مبارک کیا ہوا تصور کرے اور کہے السلام علیکم یا رسول اللہ الخ اور بہت پکار کر نہ بولے،
آہستہ خضوع اور ادب سے بہ نرمی عرض کرے۔ انتہا کلامہ الشریف

اب اس عبارت میں فکر کریں کہ کس قدر ادب اور ہیبت و تعظیم حضور سرور کائنات
علیہ السلام کی لفظ لفظ سے ٹپکتی ہے اور کس طرح لوگوں کو ہدایت آنحضرت علیہ السلام آپ
کے مآثر کی تعظیم و تکریم فرماتے ہیں اور زیارتِ آنجناب باعث نجات از دوزخ و سوء حساب
وغیرہ سمجھتے ہیں اس تمام عبارت میں مخالفتِ وہابیہ بات بات سے ظاہر ہے نہ وہ اس قسم کی باتیں

کہتے ہیں اور نہ ان کا عقیدہ ہے، نیز لطائف رشیدیہ ص۲۲ در بارۂ استعمال لفظ بت یا صنم یا آشوب ترک یا فتنہ عرب بہ نسبت حضور سرور کائنات علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ قبیحہ بولنے والا اگرچہ معانی حقیقیہ مراد نہیں رکھتا بلکہ معنی مجازی مقصود لیتا ہے مگر تاہم ایہام گستاخی و اہانت و اذیت ذاتِ پاک حق تعالیٰ شانہٗ اور جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی نہیں یہی سبب ہے کہ حق تعالیٰ نے لفظ راعنا بولنے سے منع فرمایا اور انظرنا کا لفظ عرض کرنا ارشاد فرمایا الخ۔

اس بحث کو نہایت بسط کیساتھ ذکر فرمایا ہے اور جن الفاظ میں ایہام گستاخی و بے ادبی ہوتا تھا ان کو بھی باعثِ ایذا جناب رسالت مآب علیہ السلام ذکر کیا اور آخر میں فرمایا کہ ایسی ان کلماتِ کفر کے بکنے والے کو منع شدید چاہئے اگر مقدور ہو اور اگر باز نہ آوے قتل کرنا چاہئے کہ موذی و گستاخ شانِ جناب کبریا تعالیٰ شانہٗ اور اس کے رسولِ امین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، انتہاء کلامہ الشریف

اب آپ غور فرمائیں کہ کس طرح حضور علیہ السلام کی تعظیم کرنے کی ہدایت اس زمانہ بعد وفاتِ ظاہری میں فرمائی اور الفاظ موہومہ کو بھی باعثِ کفر قرار دیا، آیا یہی طریقہ وہابیہ کا ہے، کیا یہی نجدیہ خیال کا ہے، ہرگز نہیں، جس کا جی چاہے ان کے الفاظ ان کے کلمات زبانی یا تحریرات سے سنے کہ کس قدر گستاخی اور بے ادبی ان کی گفتگو میں پائی جاتی ہے، یہ جملہ حضرات رضی اللہ عنہم جس قدر ادب و تعظیم واجب بہ نسبت حضور علیہ السلام جانتے اور کرتے ہیں کوئی طائفہ روئے زمین پر آج اس درجہ پر نہیں، جناب مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ چند منزل برابر اونٹ پر سوار نہ ہوئے حالانکہ اونٹ ان کی سواری کا موجود تھا اور خالی رہا، پیر میں زخم پڑ گئے تھے، کانٹے لگتے تھے، پتھروں نے ٹھکرا ٹھکرا کر حال دگرگوں پاؤں کا کر دیا تھا تمام عمر کیمنت کا جوتہ اس وجہ سے نہ پہنا کہ قبہ مبارک سبز رنگ کا ہے، اگر کوئی ہدیہ لے آیا تو کسی دوسرے کو دیدیا، ان کے احوال گرا اتباع سنت اور افعال غلبۂ محبت نبوی کے ذکر کئے جائیں

حقیقت الامر کو دیکھیں تو چونکہ اس بریلوی مجدد کو دلی بغض و عداوت سرور کائنات حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی اور ہمارے ان مقدس اکابر کے حضور علیہ السلام کے عشق وغلبۂ محبت میں وہ اقوال اخلاصیہ وافعال عشقیہ تھے جن کی خوشبو بھی مشام مبین تک کبھی نہ پہنچی تھی پس اس عدو رسول علیہ السلام اور مبغض خیر الانام کو سخت ناگوار ہوا اور چاہا کہ افترا پردازیاں کر کے ان حضرات کو مسلمانوں کی طرف سے گراؤں اور لوگوں میں بدنام کروں اس لئے جھوٹے جھوٹے الزام مثل اپنے آبا، روافض کے مقدس بزرگوں پر لگائے اے مجدد بریلوی تجھے خدا کی قسم دکھلا تو سہی تیری زبان یا تیرے قلم کو یہ پاکیزہ مضامین اور اخلاص مندانہ کلمات کبھی خواب میں بھی نصیب ہوئے ہیں اور کیوں ہوتے تیرا باطن تو قبیح تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اور حضور علیہ السلام کی عداوتوں سے تاریک اور مظلم ہو رہا ہے، ان انوار کی گنجائش کہاں؟ زبان سے دعویٰ محبت سہل ہے مگر بدن کے روئیں روئیں اور جسم کی بوٹی بوٹی اور پٹھے پٹھے سے اس کا ظاہر ہونا کارے دارد۔ حضرت مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز کے حالات جس نے مشاہدہ کئے ہیں وہ بے شک آپ کی محبت مصطفویہ اور تعظیم احمدی کا اندازہ کر سکتا ہے ہم چند باتیں چشم دید کہ جن سے اکثر حضرات واقف ہوں گے بیان کرتے ہیں۔

حضرت مولانا کے یہاں تبرکات میں حجرۂ مطہرہ نبویہ کے غلاف کا ایک سبز ٹکڑا بھی تھا بروز جمعہ کبھی کبھی حاضرین وخدام کو جب ان تبرکات کی زیارت خود کرایا کرتے تھے تو صندوقچہ خود اپنے دست مبارک سے کھولتے اور غلاف کو نکال کر اول اپنی آنکھوں سے لگاتے اور منہ سے چومتے تھے پھر اوروں کی آنکھوں سے لگاتے اور ان کے سروں پر رکھتے اس امر کو ہزاروں نے ملاحظہ کیا ہوگا بھلا یہ امر وہابیہ کے نزدیک بدعت وحرام نہیں تو کیا ہے۔

مدینہ منورہ کی کھجوریں آتیں تو نہایت عظمت وحفاظت سے رکھی جاتیں اور اوقات مبارکہ متعددہ میں خود بھی استعمال فرماتے اور حضار بارگاہ مخلصین کو بھی نہایت تعظیم وادب سے ایسی

طرح تقسیم فرماتے کہ گویا نعمتِ غیر مترقبہ اور ثمار جنت ہاتھ آگئے ہیں، حالانکہ بصرہ، سندھ وغیرہ کی کھجوریں ہمیشہ آتی رہتی ہیں مگر ان کی وقعت اس سے زیادہ ہرگز نہ تھی کہ جملہ میووں میں سے یہ بھی ایک میوہ ہے۔

مدینہ منورہ کی کھجوروں کی گٹھلیاں نہایت حفاظت سے رکھتے لوگوں کو پھینکنے نہ دیتے اور نہ خود پھینکتے تھے ان کو ہاون دستہ میں کٹوا کر نوش فرماتے، مثل چھالیوں کے کتروا کر لوگوں کو استعمال کرنے کی ہدایت فرماتے تھے۔

احقر ماہ ربیع الاول ۱۳۱۹ھ میں بہمراہی بھائی محمد صدیق صاحب جب حاضر خدمت ہوا تھا تو بھائی صاحب سے پہلے ہی حاضری میں حضرت قدس اللہ سرہٗ العزیز نے دریافت فرمایا کہ حجرۂ شریف علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی خاک بھی لائے ہو یا نہیں چونکہ وہ احقر کے پاس موجود تھی اس لئے باادب ایستادہ پیشکش خدمت اقدس کیا تو نہایت وقعت اور عظمت سے قبول فرما کر سرمہ میں ڈلوایا اور روزانہ بعد عشاء خوابِ استراحت فرماتے وقت ابتاعاً للسنہ اس سرمہ کو آخر عمر تک استعمال فرماتے رہے۔ اس قصہ سے عام خدام واقف ہیں۔

بعض مخلصین نے کچھ کپڑے مدینہ منورہ سے خدمت اقدس میں تبرکاً ارسال کئے۔ حضرت نے نہایت تعظیم اور وقعت کی نظر سے ان کو دیکھا اور شرف قبول سے ممتاز فرمایا۔ بعض طلبہ حضار مجلس نے عرض بھی کیا کہ حضرت اس کپڑے میں کیا برکت حاصل ہوئی، یورپ کا بنا ہوا ہے، تاجر مدینہ میں لائے وہاں سے دوسرے لوگ خرید لائے اس میں تو کوئی وجہ تبرک ہونے کی نہیں معلوم ہوئی۔ حضرت نے شبہ کو رد فرمایا اور یوں ارشاد فرمایا کہ مدینہ منورہ کی اس کو ہوا تو لگی ہے اسی وجہ سے اس کو یہ اعزاز اور برکت حاصل ہوئی بس خیال کرنے کی بات ہے کہ جس شخص کا محبتِ نبوی میں یہ حال ہو کہ دیار محبوب کی گٹھلیاں اور خاک جو کہ محبوب کے روضہ کے ارد گرد برائے چندے آپڑی ہو کیونکہ قبر مبارک تک بوجہ دوسنگی دیواروں کے جملہ اشیاء کا پہنچنا محال ہے۔ اس عظمت سے رکھی جاوے اور وہ چیزیں کہ جن کو کفار نے دار الکفر میں اپنے ہاتھوں میں بنایا ہو

کرتا ہوں، جس نے وہابیہ کے خیالات و عقائد پر نظر ڈالی ہوگی واضح طور پر معلوم کرے گا مثل اس عبارت کے ہرگز وہابیہ کا عقیدہ نہیں وہ اس قسم کے عقائد کو ضلال سے کم شمار نہیں کرتے یہ مقدس اکابر ہمیشہ اولیاء کرام و انبیاء عظام سے توسل کرتے رہتے ہیں اور اپنے مخلصین کو اس کی ہدایت کرتے رہتے ہیں جس کو وہابیہ مثل شرک ناجائز و حرام جانتے ہیں، حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قصیدہ طویلہ دربارہ توسل مشائخ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ تحریر فرمایا ہے جو کہ امداد السلوک کے اخیر میں و نیز دیگر رسائل کیساتھ شائع ہو چکا ہے اگر جملہ اشعار کو نقل کیا جاوے تو طویل ہو جاویگا اختصاراً چند شعر اخیر کے ذکر کرتا ہوں۔

بہ حق مقتدائے مقتدایاں	حسن بصری امام پیشوایاں	بہ حق شیر یزداں شاہ مرداں
در علم لدنی فیض رحماں	خلیج بحر رحمت منبع فیض	تجلی گاہ یزداں مطلع فیض
علی بن ابی طالب کہ خورشید	بنور خاک پائے او درخشید	بحق آنکہ او جان جہان ست
فدائے روضہ اش ہفت آسماں ست	بہ حق آنکہ محبوبش گرفتی	برائے خویش مطلوبش گرفتی
پسندیدی ز جملہ عالم آں را	بما بگذاشتی باقی جہاں را	گزیدی از ہمہ گلہا تو او را
نمودی صرف او ہر رنگ و بو را	ہمہ نعمت بنام او نمودی	دو عالم را بکام او نمودی
باں کو رحمۃ للعلمین ست	بدرگاہت شفیع المذنبین ست	بہ حق سرور عالم محمد
مثال او نہ مقدور جہانست	کہ کنہش برتر از کون و مکانست	وہم از نقش باطل پاک فرما
	براہ خود مرا چالاک فرما الخ	

برائے خدا آپ انصاف فرمائیں کہ آیا وہابیہ اس قسم کے الفاظ کہنا جائز رکھتے ہیں یا نہیں، جو حضرت پورے قصیدے پر نظر فرمائیں گے وہ بخوبی معلوم کریں گے کہ یہ اکابر بالکل از سرتا پا مخالف و مباین عقیدۂ وہابیہ کے ہیں ان کے نزدیک توسل انبیاء علیہم السلام جائز نہیں اولیاء سے تو درکنار پھر الفاظ بحق فلاں کا استعمال اور بھی زیادہ ان کے یہاں مکروہ ہے، علاوہ ازیں اس قسم کے مدائح جائز نہیں کہتے اور مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز متوسلین

کو ہمیشہ توسل اولیاء طریقت کا ارشاد فرماتے رہے اور شجرۂ طیبہ خاندان چشتیہ قدوسیہ امدادیہ ان کو عطاء فرماتے تھے جس میں یہ الفاظ ہوتے تھے الٰہی بحرمت سیدنا و مولانا فلاں بن فلاں الخ وہ خود اپنے خاندان صابریہ قدوسیہ کے شجرہ کو بطور اختصار ان الفاظ سے نظم فرماتے ہیں۔

دیکھئے امداد السلوک صـ ۳۴۔

بہر امداد و بنور حضرت عبد الرحیم | عبد باری، عبد ہادی عضد دیں مکی دلی
ہم محمدی و محب اللہ و شاہ بو سعید | ہم نظام الدین جلال و عبد قدوس احمدی
ہم محمد عارف و ہم عبد حق شیخ جلال | شمس دیں ترک علاؤ الدین فرید جو دہنی
قطب دیں ہم معین الدین عثمان و شریف | ہم بمودود و ابو یوسف محمد احمدی
بو سحاق و ہم بمشاد و ہبیرہ نامور | ہم حذیفہ و ابن ادہم ہم فضیل مرشدی
عبد واحد ہم حسن بصری علی فخر دیں | سید الکونین فخر العالمین بشری نبی
پاک کن قلب مرا تو از خیال غیر خویش | بہر ذات خود شفا ہم وہ زامراض دلی

وہابیہ کے متعدد رسائل اس بارہ میں شائع ہو چکے ہیں جس میں کہ وہ صراحۃ توسل از حضرت سرور کائنات علیہ السلام کو و نیز توسل بالاولیاء الکرام کو منع کرتے ہیں جس کا جی چاہے تحقیق کرے مگر ان حضرات کے توسل اور اہل بدعت کے توسل میں بڑا فرق ہے۔ یہ حضرات نہ توسل وہابیہ کے منکر ہیں اور نہ مثل اہل ہوائے غالی۔ ان حضرات اکابر کے رسائل و تصانیف جن جن الفاظ مدحیہ و تعظیمہ سے پر ہیں ان کو اگر نقل کیا جاوے تو بہت بڑا دفتر تیار ہو جاوے جس کا جی چاہے ان کی تصانیف کو ملاحظہ کرے بطور نمونہ کچھ احوال و الفاظ نقل کئے ہیں۔ اگرچہ مجدد بریلوی صاحب موافق اپنی عادت افتراء پردازی کے ان حضرات کی نسبت بھی افتراء کر رہے ہیں کہ وہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت گالیوں کا استعمال کرتے ہیں۔ معاذ اللہ اگر یہ افتراء صریح نہیں تو اور کیا ہے۔ ہم خود پہلے لطائف رشیدیہ صـ ۲۲ سے عبارت نقل کر چکے ہیں کہ حضرت مولانا گنگوہی

قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت کی نہ کی ہو مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ اور اس بحث کو بوضاحتِ تامہ حضرت مولانا نے مع دلائل کے ذکر فرمایا ہے تو اب کیونکر ہو سکتا ہے کہ یہ حضرات کوئی کلمہ گستاخی کا جناب سرور کائنات علیہ السلام کی شان میں فرمائیں البتہ مجدد بریلوی اگر کہیں اس قسم کی باتیں اپنے خیالات و لوازماتِ بعیدہ سے نکالیں تو یہ فقط ان کی گندہ خیالی اور قطع و برید کا ثمرہ ہوگا نہ یہ کہ ان اکابر کے کلام پاک کا اثر جملہ تصانیف حضراتِ اکابر موجود ہیں اور چھپی ہوئی جگہ جگہ دستیاب ہیں۔ دیکھو جس جگہ حضور علیہ السلام کا نامِ پاک آجاتا ہے کس کس القاب و الفاظ سے مع صلوٰۃ و سلام آپ کا نام نامی ذکر کرتے ہیں عموماً قبل آپ کے اسم مبارک کے لفظ فخر عالم ذکر کیا جاتا ہے یا اور مثل اس کے مگر افسوس کہ اپنے اغراضِ نفسانی کے حصول اور طلبِ شہرت کی نیت سے مجدد بریلوی صاحب اور ان کے ہوا خواہ ان جملہ محاسن و بھلائیوں کو پسِ پشت ڈالے دیتے ہیں جن سے ان بزرگوں کی تصانیف بھری ہوئی ہیں اور جو جو خدمتیں و بھلائیاں ان کی در بارۂ دینِ قویم مثل آفتاب کے اہلِ علم پر نمایاں ہیں اور جو جو اقوال و الفاظ کج فہموں کے خیال میں قبیح معلوم ہوتے ہیں ان کو اپنے خیال کے موافق برے معنی پر حمل کر کے تنفیر عوام مسلمین کی غرض سے پر کا کبوتر بنا کر ظاہر کرتے ہیں خذلہم اللہ تعالیٰ فی الدارین ان کا حال وہی ہے جو قرآن شریف میں متبعین متشابہات کے حق میں فرمایا گیا ہے۔ صاحبو! جن لوگوں نے جملہ عالم پر مثلِ آفتاب کے ظاہر کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کس طرح کرنا چاہئے، سلفِ صالحین اور ائمہ مجتہدین کا اقتدا کس طرح کرنا چاہئے ادب اکابر و رحم علی الاصاغر کا طریقہ کیا ہے۔ جنہوں نے چالیس چالیس برس تک جماعتِ اور تکبیر اولیٰ فوت نہ ہونے دی ہو سفر اور حضر میں قیام شب و تہجد کو کبھی ضائع نہ ہونے دیا۔ ذکر زبانی و قلبی و ردو جی سے کس وقت سوتے جاگتے میں غافل نہ ہوئے ہوں، اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے چلتے پھرتے حضور سرور کائنات علیہ السلام کی عادتوں اور سنتوں

جاویں۔ آپ اکابرین میں سے کسی کو ایسا نہ پاویں گے جن کو ان کے اہلِ زمانہ نے ایذائیں نہ دی ہوں یا سب وشتم تفسیق وتضلیل نہ کی ہو۔ حضرت امام اعظمؒ وامام مالکؒ وامام شافعیؒ امام محمدؒ وحضرت جنیدؒ وحضرت غوث الثقلین وغیرہ وغیرہ حضرات واکابر رحمۃ اللہ علیہم کے حالات ملاحظہ کرلیں اور تواریخ اسلام کو ابتداء سے آخر تک دیکھیں خود اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِيْنَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ آیۃ آپ ذرا تامل سے خود غور فرما سکتے ہیں کہ یہ عداوتِ خاصہ آیا مجدد بریلوی خذلہ اللہ کو ہے یا ان حضرات کو۔ جملہ مظالم وشدائد کی ابتداء مجدد صاحب اور ان کے اتباع سے ہی ہوتی رہی ہے مگر یہ اکابر ان کے تحمل میں اسی طرح ثابت قدم ہیں جس طرح اتباع انبیاء کرام اور ائمہ عظام تھے اگرچہ اس تحمل پر بھی بعض طعن ہوتا اور انتقام لینے اور جواب دینے پر طرح طرح سے ابھارا جاتا ہے کہ کسی طرح بولیں اور سب وشتم کے بدلے سب وشتم لکھیں مگر واہ رے استقلال یہ سمجھ کر کہ گالیاں بکنی ان کو مبارک ہوں جن کا یہ پیشہ ہے اور صبر وتحمل انہیں مبارک ہو جن کا یہ شعار ہے مطلق پرواہ نہیں کرتے اور اپنے پاک مشغلہ میں مشغول ہیں تاکہ اخیر دو بالا ہو فہنیأ لہم ثم ہنیأ لہم

(۵) وہابیہ اشغال باطنیہ واعمال صوفیہ مراقبہ ذکر وفکر وارادت ومشیخت وربط القلب بالشیخ وفنا وبقا وخلوت وغیرہ اعمال کو فضول ولغو بدعت وضلالت شمار کرتے ہیں اور ان اکابر کے اقوال وافعال کو شرک وغیرہ کہتے ہیں اور ان سلاسل میں داخل ہونا بھی مکروہ ومستقبح بلکہ اس سے زائد شمار کرتے ہیں چنانچہ جن لوگوں نے دیار نجد کا سفر کیا ہوگا یا ان سے اختلاط کیا ہوگا اس کو بخوبی معلوم ہوگا فیوضِ روحیہ ان کے نزدیک کوئی چیز نہیں ہیں ومثل ہٰذا اب ذرا غور فرمائیں اور ان مقدس اکابر کے احوال کی طرف توجہ کریں یہ جملہ حضرات طرق صوفیہ باطنیہ میں منسلک ہیں۔ ریاضت ودوام فکر وذکر ان کا شعار ہے دونوں حضرات مولانا نانوتوی ومولانا گنگوہی قدس اللہ اسرارہما نے طرق اربعہ میں حضرت قطب العالم

صاحبو! اس عبارت کے الفاظ و معانی پر غور کرو اور بنظر انصاف فرماؤ کہ فرقۂ وہابیہ کیا اس قسم کے الفاظ اور اس نوع کے اعتقادات کسی کی نسبت رکھتے ہیں یا نہیں اس عبارت سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ حضرت قطب العالم حاجی امداد اللہ قدس سرہ العزیز کی جتنی تصانیف و عقائد ہیں ان کے حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ بالکل موافق اور متبع ہیں اور وہی عقائد رکھتے کہ جن کے ذریعہ سے وہبہ و ہابیت بالکل زائل ہے۔ رسالہ امداد السلوک کا صفحہ صفحہ اور سطر سطر پوری دلیل اور قوی برہان حضرت مولانا قدس سرہ العزیز کے ربانی سنی اور حنفی ولی کامل ہونے کی ہے اگر ان کو نقل کیا جاوے تو دفتر طویل ہوجائے لیکن چند جگہوں سے کچھ عبارتیں نقل فرماتے ہیں ص۴ میں فرماتے ہیں۔

"پس اگر سالک عالم ست اورا ایں امر خود حاصل ست وگرنہ شیخ طلبد کہ اوّلاً اورا مسائل صحیحہ توحید و فقہ تعلیم فرماید بعدہٗ طریقۂ مجاہدہ وزہد و تقوی بنماید وہمیں معنی دارد آنچہ گفتہ اند کہ ع ہر کہ را پیرے نباشد پیر او شیطان بود۔ یعنی ایچ رہبر ندارد نہ علم نہ صحبت مرشد حق الخ۔"

ص۸ میں فرماتے: "بدانکہ سالک را شیخ کامل کہ رفیق طریق او بود ضرور باید" اور اس کے بعد شروط شیخ بیان فرماتے ہیں ملاحظہ ہو۔

ص۹ پس چوں باو بیعت کند فرمانبردار او شود بتوحید مطلب حلقۂ اطاعت اور در گوش کشد و توحید مطلب اینکہ بداند کہ بجز ایں شیخ معین موصوف صفات مرا در عالم کسے بہ مطلب نتواں رسانید اگرچہ دیگر شیوخ اقران او باشد یں صفات موصوف بودند وایں رکن عظیم اگر توحید مطلب نہ دارد سر اگندہ ہر جائی ماندہ مشوش شود و خدا ہم پروائے او نہ کند کہ در کدام صحرائے ہلاک شد بلکہ چنانکہ حق و قبلہ یک ست شیخ راہ رساں ہم یک داند و بسیار آں در پی پراگندگی ہلاک شدند پس

تو کیا معنی کبھی خیال بلکہ خواب میں بھی نہ آئے ہوں وہ اہلِ سنت و مسلم شمار کئے جاویں۔

فالی اللہ المشتکی من زمان قد امتلأ جوراً و ظلماً و کفراً و قباحۃ۔

۶ وہابیہ کسی خاص امام کی تقلید کو شرک فی الرسالۃ مانتے ہیں اور ائمہ اربعہ اور ان کے مقلدین کی شان میں الفاظِ وہابیہ خبیثہ استعمال کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے مسائل میں وہ گروہ اہلسنت و الجماعت کے مخالف ہو گئے چنانچہ غیر مقلدین ھند اسی طائفہ شنیعہ کے پیرو ہیں وہابیہ نجد عرب اگرچہ بوقتِ اظہار دعوی حنبلی ہونے کا اقرار کرتے ہیں لیکن عملدرآمد ان کا ہرگز جملہ مسائل میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر نہیں ہے بلکہ وہ بھی اپنے فہم کے مطابق جس حدیث کو مخالف فقہ حنابلہ خیال کرتے ہیں اس کی وجہ سے فقہ کو چھوڑ دیتے ہیں ان کا بھی مثل غیر مقلدین کے اکابر امت کے شان میں الفاظ گستاخانہ بے ادبانہ استعمال کرنا معمول بہ ہے اب آپ خیال فرمائیں کہ یہ اکابر ان امور میں بھی بالکل مخالف اس طائفہ کے ہیں۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے جملہ مسائل اصولیہ و فروعیہ میں مقلد ہیں ائمہ اربعہ میں سے ایک شخص کی تقلید کو واجب کہتے ہیں چنانچہ حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ انے لطائفِ قاسمیہ میں اور مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے سبیل الرشاد میں اس کو مفصل طور سے لکھا ہے بلکہ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک رسالہ فقط وجوب تقلیدِ شخصی میں چھپا ہوا ہے۔ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے وہابیہ کی رد میں جبکہ ان لوگوں نے امام ابو حنیفہ رح اور ان کے اتباع پر چند مسائل میں زبان درازی کی تو چند رسائل تصنیف فرمائے مثل ہدایۃ المعتدی فی الانصاف للمقتدی جس میں قرات خلف الامام کے مسئلہ پر محققانہ گفتگو فرما کر مخالفین کے دلائل کے ضعف کو ظاہر و باہر فرمایا ہے اور جن جن دلائل و آثار پر وہابیہ کو ناز تھا ان کی حقیقت کو عیاں کر دیا ہے "الرای النجیح فی عدد رکعات التراویح" اس رسالہ میں وہابیہ کے ان خیالات دکمالات کا ابطال کیا ہے جو وہ بمقابلہ اہلسنت و الجماعت مسئلہ تراویح میں استعمال کرتے ہیں اور بیس رکعات

ی اللہ ارین۔ اٰمین۔

فتاویٰ رشیدیہ میں متعدد مقامات میں حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے طائفہ وہابیہ غیر مقلدین کو فاسق تحریر فرمایا ہے اور ان کے اقتداء کو مکروہ کہا کہ سلف صالحین و ائمہ مجددین رحمہم اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرنے کی وجہ سے فسق عائد ہوتا ہے یہ جملہ اکابر اپنے حلقات درس حدیث وغیرہ میں ہمیشہ تائید مذہب حنفیہ و عقائد سنیہ کرتے رہے اور کرتے رہتے ہیں۔ انہیں حضرات کے فیض عام کا ثمرہ ہے جو آج دیار ہندیہ میں اس پر آشوب زمانے میں عقائد اسلام و اہلسنت کے حامی نظر آتے ہیں ورنہ دہریت و نیچریت پر بدعت و ضلالت کی وہ ہوا چل رہی ہے کہ جس نے ہزاروں بلکہ لاکھوں کا احاطۂ اسلام سے اخراج کر دیا۔ انہیں حضرات کا طفیل ہے کہ مذہب حنفیت کو اس زمانہ آزادی میں جبکہ ہر شخص اپنے آپ کو ابوحنیفہ و شافعی خیال کرتا ہے قوت و سلامتی رہی۔ انہیں حضرات کی کوششہائے بلیغہ کا ثمرہ ہے کہ جا بجا مدرسین علم حدیث موجود ہیں جو حمایت شرع متین و دین مبین میں راسخ القدم و مستقل مزاج ہیں انہیں حضرات کی توجہات کی برکت سے علم طریقت بلا بدعت و ضلالت سرسبز و شاداب ہے ہزاروں مقصد اصلی پر پہنچکر کامیاب ہوتے ہیں فطوبیٰ لہم وویل لاعدائہم الکذابین۔ اٰمین۔

علاوہ ان مذکورۃ الصدر اور بھی مسائل ہیں جن میں وہابیہ اہل سنت کے مخالف ہوئے اور یہ اکابر طریقۂ اہل سنت پر ثابت قدم رہ کر اس طائفہ کی مخالفت کرتے ہیں۔

مثلاً علی العرش استوی وغیرہ آیات میں طائفہ وہابیہ استواء ظاہری اور جہالت وغیرہ ثابت کرتا ہے جس کی وجہ سے ثبوت جسمیت وغیرہ لازم آتا ہے مگر یہ مقدس بزرگواران سب آیات و احادیث میں مثل سلف نفی لوازم حدوث و جسمیت توقف فرماتے ہیں اور یا مثل خلف ان کی تاویلات جائز فرماتے ہیں۔ علی ھذا القیاس مسئلہ ندا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں وہابیہ مطلقاً منع کرتے ہیں اور یہ حضرات نہایت

نہایت تفصیل فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ لفظ یا رسول اللہ علیہ السلام اگر بلالحاظِ معنی ایسی طرح نکلا ہے جیسے لوگ بوقتِ مصیبت و تکلیف ماں اور باپ کو پکارتے ہیں تو بلاشک جائز ہے علی ھذا القیاس اگر بلحاظِ معنی درود شریف کے ضمن میں کہا جاوے گا تو بھی جائز ہوگا علی ہذا القیاس اگر کسی سے غلبۂ محبت و شدت وجد و توفر عشق میں نکلا ہے تب بھی جائز ہے اور اگر اس عقیدہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک اپنے فضل و کرم سے ندا کو پہنچادے گا۔ اگرچہ ہر وقت پہنچادینا ضروری نہ ہوگا مگر اس امید پر وہ ان الفاظ کو استعمال کرتا ہے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں علی ہذا القیاس اصحاب ارواح طاہرہ و نفوس ذکیہ جن کو بعد مکانی اور کثافتِ جسمانی اپنے عرائض کی تبلیغ مانع نہ ہوں اس میں بھی کوئی قباحت نہیں مگر ہر دو طریقہ اخیرہ میں عوام کے سامنے نہ کرنا چاہئے کیونکہ وہ اپنی کم فہمی کے باعث سے حضور اکرم علیہ السلام سے نسبت یہ عقیدہ ٹھہرالیتے ہیں کہ جیسے جناب باری عز اسمہٗ پر جملہ اشیاء ظاہریہ و باطنیہ مخفی نہیں اور ہر جگہ کے جملہ امور اس کے نزدیک ظاہر و معلوم و مسموع ہیں اسی طرح رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تمام اشیاء معلوم ہیں اور آنجناب کو عالم الغیب خیال کرنے لگتے ہیں حالانکہ عالم الغیب والشہادۃ ہونا صفات مخصوصہ جناب باری عز اسمہٗ سے ہے اور اس طرح ندا کرنا حضور علیہ السلام کو یعنی بایں اعتقاد کہ آپ کو ہر منادی کی ندا کی خبر ہوجاتی ہے ناجائز ہے۔ وہابیہ خبیثہ یہ صورت نہیں نکالتے اور جملہ انواع کو منع کرتے ہیں چنانچہ وہابیہ کی زبان سے بارہا سنا گیا کہ والصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کو سخت منع کرتے ہیں اور اہل حرمین پر سخت نفرین اس ندا اور خطاب پر کرتے ہیں۔ اور ان کا استہزاء اڑاتے ہیں اور کلماتِ ناشائستہ استعمال کرتے ہیں حالانکہ ہمارے مقدس بزرگانِ دین اس صورت اور جملہ صورت درود شریف کو اگرچہ بصیغہ خطاب و ندا کیوں نہ ہوں مستحب و مستحسن جانتے اور اپنے متعلقین کو اس کا امر کرتے ہیں اور اس تفصیل کو مختلف تصانیف و فتوئی میں ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ براہین قاطعہ میں بھی

مفصلاً مذکور ہے، وہابیہ نجدیہ یہ بھی خیال کرتے ہیں اور برملا کہتے ہیں کہ یارسول اللہؐ میں استعانت بغیر اللہ ہے اور وہ شرک ہے اور یہ وجہ بھی ان کے نزدیک سلب مخالفت کی ہے حالانکہ یہ اکابر مقدسان دین متین اس کو ان اقسام استعانت میں سے شمار نہیں کرتے جوکہ مستوجب شرک یا باعث ممانعت ہو البتہ اگر وہ چیزیں سوال کیجاویں کہ جن کا اعطاء مخصوص بجناب باری عز اسمہٗ ہے تو البتہ ممنوع اسی وجہ سے ندا بلفظ یارسول اللہؐ اور خطاب حاضرین مسجد نبوی و بارگاہِ مصطفوی کے واسطے جائز و مستحب فرماتے ہیں اور وہابیہ وہاں پر بھی منع کرتے ہیں۔ دوسری وجہ اولاً یہ کہ استعانت بغیر اللہ تعالیٰ ہے اور دوم یہ کہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے واسطے حیات فی القبور ثابت نہیں بلکہ وہ بھی مثل دیگر مسلمین کے متصف بالحیات البرزخیہ اسی مرتبہ سے ہیں پس جو حال دیگر مسلمین کا ہے وہی ان کا ہوگا۔ یہ جملہ عقائد ان کے ان لوگوں پر بخوبی ظاہر و باہر ہیں جنہوں نے دیار نجد عرب کا سفر کیا ہو یا حرمین شریفین میں رہ کر ان لوگوں سے ملاقات کی ہو یا کسی طرح سے ان کے عقائد پر مطلع ہوا ہو یہ لوگ جب مسجد شریف نبوی میں آتے ہیں تو نماز پڑھ کر نکل جاتے ہیں اور روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام و دعا وغیرہ پڑھنا مکروہ و بدعت شمار کرتے ہیں انہی افعال خبیثہ و اقوالِ واہیہ کی وجہ سے اہل عرب کو ان سے نفرت بیشمار ہے مجدد بریلوی اور ان کے اتباع نے جب ان بزرگواران دین کو وہابیت کی طرف منسوب کیا تو ان لوگوں نے یہ خیال کیا کہ یہ حضرات بھی وہابیہ کے پورے موافق ہیں مگر حقیقت الحال سے ان کو اطلاع ہی نہیں ورنہ وہ لوگ بھی پوری طرح عقائد میں ان بزرگواروں کے موافق ہیں۔

۹ وہابیہ خبیثہ صلوٰۃ و سلام و درود بر خیر الانام علیہ السلام اور قرات دلائل الخیرات و قصیدۂ بردہ و قصیدۂ ہمزیہ وغیرہ اور اس کے پڑھنے اور اس کے استعمال کرنے و ورد بنانے کو سخت قبیح و مکروہ جانتے ہیں اور بعض اشعار کو قصیدۂ بردہ میں شرک وغیرہ کیطرف

منسوب کرتے ہیں، مثلاً ؎

یا اشرف الخلق مالی من الوذبہ سواک عند حلول الحادث العمم

اے افضل المخلوقات میرا کوئی نہیں جسکی پناہ پکڑوں بجز تیرے بروقت نزول حوادث

حالانکہ ہمارے مقدس بزرگانِ دین اپنے متعلقین کو دلائل الخیرات وغیرہ کی سند دیتے رہتے ہیں اوران کو کثرتِ درودوسلام وتحزب قراءت دلائل وغیرہ کا امر فرماتے رہے ہیں۔ ہزاروں کو مولانا گنگوہی اور مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہما نے اجازت عطا فرمائی اور مدتوں خود بھی پڑھتے رہے ہیں اور مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ مثل شعر بردہ فرماتے ہیں ؎

مدد اے کرم احمدی کہ تیرے سوا نہیں ہے قاسمِ بیکس کا کوئی حامی کار

جو تو ہی ہمکو نہ پوچھے..... تو کون پوچھیگا بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غمخوار

حضرت مولانا ذوالفقار علی صاحب مرحوم ومغفور دیوبندی نے فہم عوام کے واسطے قصیدۂ بردہ کی اردو میں شرح فرمائی اور اس کو باعثِ سعادت خیال فرمایا۔ غرض ہمیشہ یہ جملہ اکابران سب کی قراءت وغیرہ کی اجازت دیتے رہے۔

(۹) وہابیہ تمباکو کھانے اور اس کے پینے کو حقہ میں ہو یا سگریٹ میں یا چرٹ میں اور اس کے ناس لینے کو حرام اور اکبرالکبائر میں سے شمار کرتے ہیں۔ ان جہلاء کے نزدیک معاذ اللہ زنا اور سرقہ کرنے والا اس قدر ملامت نہیں کیا جاتا جس قدر تمباکو استعمال کرنے والا ملامت کیا جاتا ہے اور وہ اعلیٰ درجہ کے فجار وفساق سے وہ نفرت نہیں کرتے جو تمباکو کے استعمال کرنے والے سے کرتے ہیں۔ ان حضرات کا خیال دیکھئے تو یہ جملہ بزرگانِ دین تمباکو کے استعمال پر سوائے کراہت تنزیہی وخلاف اولیٰ دوسرا کوئی حکم نہیں فرماتے ہیں اور بعض بعض حضرات بوجہ ضرورت خود استعمال فرماتے ہیں چنانچہ متعدد فتاویٰ اور تصانیف میں یہ امر شائع ہو چکا ہے۔

۱۰ وہابیہ امرِ شفاعت میں اس قدر تنگی کرتے ہیں کہ بمنزلہ عدم کے پہنچا دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ اکابر ظاہراً و باہراً تحقیق اور ثبوتِ شفاعت کے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے لئے قائل ہیں اور اقسام خمسہ مذکورہ کتب کلامیہ سب آپ کے واسطے خصوصاً اور عموماً ثابت مانتے ہیں اور زائر کو حکم کرتے ہیں کہ بوقت حضوری بارگاہِ مصطفوی اس کا سوال کرے۔ زبدۃ المناسک باب الزیارت ملاحظہ ہو۔

۱۱ وہابیہ سوائے علم احکام الشرائع جملہ علوم اسرار حقانی وغیرہ سے ذات سرور کائنات خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خالی جانتے ہیں اور یہ حضرات یہ فرماتے ہیں کہ علم احکام و شرائع علم ذات وصفات وافعال جناب باری عزاسمہٗ و اسرار حقانی کونیہ وغیرہ وغیرہ میں حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ رتبہ ہے کہ وہ کسی مخلوق کو نصیب ہوا اور نہ ہوگا علم اور ماسوا اس کے جتنے کمالات ہیں سب میں بعد خداوند اکرم عزاسمہٗ مرتبہ حضور علیہ السلام کا ہے علوم اولین و آخرین سے آپ مالا مال فرمائے گئے ہیں۔ کوئی بشر کوئی ملک کوئی مخلوق آپ کے ہم پلہ علوم اور دیگر کمالات میں نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ آپ سے افضل ہو، ہاں البتہ احاطہ جملہ جزئیات وکلیات کونیہ کا مخصوص بجناب باری تعالیٰ عزاسمہٗ ہے، وہی علام الغیوب والشہادات ہے۔ پس دیکھئے کس قدر فرق ان حضرات کے عقائد اور وہابیہ کے عقائد میں ہے اگرچہ مجدد بریلوی اور ان کے اتباع قطع و برید و تفرقات خبیثہ کر کے ان حضرات کی طرف امور واہیہ لایعنیہ اور عقائد فاسدہ نسبت کرتے ہیں سو اس کا مزہ عنقریب چکھیں گے، مثل مشہور ہے خدا کے یہاں دیر ہے اندھیر نہیں الغرض وہ امور جن کو ہم نے ذکر کیا ہے مختلف رسائل و فتاویٰ میں ان حضرات نے ذکر فرمایا ہے چنانچہ براہین قاطعہ کی عبارتیں صاف طور سے اس پر دال ہیں اور لطائف قاسمیہ آب حیات وغیرہ وغیرہ رسائل تو بوضاحت ان ابحاث پر دلالت کر رہے ہیں۔

۱۲ وہابیہ نفس ذکر ولادت حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبیح و بدعت

کہتے ہیں اور علیٰ ھذا القیاس اذکار اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو بھی برا سمجھتے ہیں اور یہ جملہ حضرات نفس ذکر ولادت شریفہ کو جبکہ بروایات معتبرہ ہو مندوب اور مستوجب برکت فرماتے ہیں البتہ ان قیود کو منع کرتے ہیں کہ جن کو جہلاء زمانہ نے زیادہ کر کے لازم ٹھہرا لیا ہے اور ان کی وجہ سے شرعاً کوئی قباحت پیدا ہو (ملاحظہ ہو براہین قاطعہ اور طریقۂ مولد) مگر مجدد الدجالین کی روٹیاں سیدھی ہونی محال تھیں اس لئے ان پر طرح طرح کے جھوٹے الزام لگائے سو کیا ہوتا ہے کاٹھ کی ہانڈی تو ایک ہی بار چڑھتی ہے اب وہ وقت آیا جاتا ہے کہ حق و باطل کا فیصلہ ہو جائے گا منتظر رہیں۔

صاحبان آپ حضرات کے ملاحظہ کے واسطے یہ چند امور ذکر کر دیئے گئے ہیں جن میں وہابیہ نے علماء حرمین شریفین کے خلاف کیا تھا اور کرتے رہتے ہیں اور اسی وجہ سے جبکہ انہوں نے غلبہ کر کے حرمین شریفین پر حاکم ہو گئے تھے ہزاروں کو تہ تیغ کر کے شہید کیا اور ہزاروں کو سخت ایذائیں پہنچائیں بار باران سے مباحثے ہوئے ان سب امور میں ہمارے اکابر ان کے سخت مخالف ہیں پس تو ہب اور وہابیت کا الزام لگانا ان پر سخت افترا اور بہتان بندی ہے اور چونکہ ان لوگوں کا جال نہایت قوی لوگوں کو بدگمان کرنے کا یہی ہے اس لئے ہم نے اس میں زیادہ تفصیل کی ہے اب عاقلین پر بخوبی ہویدا ہو گیا ہو گا کہ یہ کتنا بڑا مکر اور فریب مجدد بریلوی کا ہے اور کس قدر چالبازیاں اس میں کی گئی ہیں "واللہ مجازی والیہ المشتکی" اور یہ طریقہ ان لوگوں کا ایسا ہے جیسا کہ روافض نے اہل سنت اور اکابر صحابہ شیخین رضی اللہ عنہما کو عدو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور طائفہ خارجیہ میں سے شمار کیا ہے۔ یہی بعینہٖ طریقہ ان چھوٹے رافضیوں کا ہے۔

ساتواں بہتان

مجدد بریلوی کہتا ہے کہ براہین قاطعہ میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے کہ بدعتیوں کے استاذ یعنی ابلیس کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے۔ بریلوی کے عربی الفاظ یہ ہیں فانہ صرح

فی کتابہ البراھین القاطعۃ بان شیخھم ابلیس اوسع علماً من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ص۱۲ سطر ۱۶۔

مسلمانو! تمہیں خدا کی قسم ذرا انصاف سے کہو یہ بے حیائی اور جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے، نہ کسی کتاب میں یہ تصریح مولانا رشید احمد گنگوہی رح نے لکھی نہ مولانا خلیل احمد صاحب رح نے نہ ان کے کسی مرید اور خادم نے۔ مجدد صاحب نے بے حیائی کا برقع پہنکر جو الزام دل میں آیا لگا دیا اگر کچھ بھی ہمت اور حیا ہے تو یہ تصریح ان بزرگوں کے کسی رسالے میں دکھلا دیں ورنہ لعنت اللہ علی الکاذبین کا طوق گلے میں ڈالکر کو دیں۔

آٹھواں بہتان

لکھتا ہے کہ براہین کا مصنف یعنی مولانا خلیل احمد صاحب رح اور ان کے استاد وغیرہ اس بات پر ایمان لائے ہیں کہ ابلیس خدا کا شریک ہے۔ اصلی الفاظ بریلوی کے دیکھنے ہوں تو ص۱۰ سطر ۲۰ پر دیکھو لکھتا ہے کہ آمن بان ابلیس شریک لہ تعالیٰ بھلا کسی ادنیٰ عقل والے کو یقین آسکتا ہے کہ مولانا رشید احمد صاحب رح اور ان کے شاگرد خدام ایسا عقیدہ رکھتے ہوں جو شرک و بدعت کے جانی دشمن اور سچی توحید پھیلانے والے تھے سبحانک ان ھذا بہتان عظیم جب ایسے جھوٹ پر کمر باندھی جاوے اور ایسی بڑی تہمت لگائی جاوے تو حرمین شریفین کے عالم خواہ نخواہ کفر کا فتویٰ نہ دیں گے۔ اور کیا ہوگا لیکن یہ ظاہر ہے کہ ان باخدا بزرگوں کو تو کچھ بھی مضر نہیں سارا کفر پھر پھرا کر حسب قاعدہ شرعیہ اسی مرکز اصل یعنی گمراہ کنندہ عالم مجدد بریلوی پر جائے گا۔

نواں بہتان

مولانا رشید احمد صاحب رح کی نسبت لکھتا ہے کہ وہ اس کا قائل ہے کہ خدا بالفعل جھوٹا ہے اور جھوٹ بولتا ہے دیکھئے اس بریلوی نے تمہید بے ایمانی ص$\frac{15}{19}$ خدا کی مار جھوٹے بہتان بندوں پر بس ایسے الزامات کی وجہ سے علماء نے کفر کا فتویٰ دیدیا اور جس شخص سے پوچھیں وہ یہی فتویٰ دیگا۔ حالانکہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خادم و معتقد اس عقیدے سے ہزارہا

بابِ ثانی

فصلِ اوّل تفصیلِ اتہام بر مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا شمس الاسلام والمسلمین حجۃ اللہ علی العالمین مرکز دائرۃ التحقیق والتدقیق قطب افلاک الحکم واسرار التشریع والتخلیق مولانا محمد قاسم النانوتوی الحنفی الصدیقی الچشتی الصابری النقشبندی القادری السہروردی قدس اللہ سرہ العزیز کی نسبت یہ بہتان باندھا ہے کہ معاذ اللہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین اور آخر المرسلین ہونے کے منکر ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد دوسرے نبی کا آنا ممکن ہے اور جو شخص اس کا قائل ہو اور صراحاً کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر النبی اور خاتم الرسل نہیں ہیں وہ کافر نہیں ہے۔ چنانچہ فلاں اور فلاں کتاب میں مسطور ہے اور اس افتراء کے قوت دینے کے واسطے اس نے قطع برید کرکے عبارت تحذیر الناس کی اس طرح نقل کی ایک سطر صہ ۴ کی لے لی اور پھر اس کے بعد ایک سطر صہ ۲۸ کی ملا دی پھر اس کے ساتھ دو سطر صہ ۳ کی ملا دیں اور تینوں عبارتوں کو جمع کرنے سے ایک خراب اور فاسد معنی پیدا کر دیئے جیسے کسی شاعر نے کہا ہے ؎

لا تقربوا الصلوٰۃ زہیم نجا مرست   واز امر یاد ماندہ کلوا واشربوا مُرا

جیسے اس نے نماز کے حرام ہونے پر لا تقربوا الصلوٰۃ سے استدلال کیا تھا اور وانتم سکاریٰ کو حذف کر دیا تھا اور ایسے ہی مفتری کذاب نے قطع برید کرکے مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان باندھا ہے۔ فاخذہ اللہ فی الدارین۔

حضرات ذرا غور کیجئے! انصاف فرمائیے عقل و دانش کو کام میں لائیے یہ کیسا افتراء

خالص اور کذبِ سفید ہے۔ حضرت مولانا کا رسالہ تحذیر الناس موجود ہے بار بار چھپ چکا ہے ہزاروں نسخے مل سکتے ہیں اس میں از سر تا پا اس کے خلاف مصرح ہے حضرت مولانا صاف طور سے تحریر فرما رہے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر النبیین ہونے کا منکر ہوا اور یہ کہے کہ آپ کا زمانہ سب انبیاء کے بعد نہیں بلکہ آپ کے بعد کوئی نبی آسکتا ہے۔ تو وہ کافر ہے اور پھر اس کے دلائل ذکر فرمائے ہیں اولاً یہ ان کی عبارت نقل کر کے آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں اور پھر آپ کی خدمت اقدس میں تفصیل اس امر کی بھی ذکر کروں گا کہ اقرار خاتم النبیین ہونے میں جسقدر مولانا بڑھے ہوئے ہیں اور جس فضیلت کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت وہ ثابت فرما رہے ہیں مجدد الدجالین اور ان کے شتہا پشت کو کبھی خواب میں بھی نصیب نہ ہوئی ہو گی ص۱۰ سطر۳ کی یہ عبارت ملاحظہ ہو۔

"سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوتِ خاتمیت زمانی ظاہر ہے۔ ورنہ تسلیم لزوم خاتمیتِ زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے اور تصریحاتِ نبوی مثل انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی او کما قال جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی ہے کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا گو الفاظِ مذکور بسند متواتر منقول نہ ہوں سو یہ عدم تواتر معنوی ایسا ہی ہو گا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ باوجودیکہ الفاظ حدیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں جیسا ان کا منکر کافر اس کا منکر بھی کافر ہو گا۔ اھ"

حضرت! دیکھئے اس عبارت میں کس طرح تصریح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی آخر الزماں ہونے کی فرما رہے ہیں اور آپ کے خاتم زمانی ہونے کے منکر کو خود کافر کہہ رہے ہیں۔ پس اس شخص گمراہ کنندۂ عالم مجدد الدجالین کی جراءت اور دروغگوئی کو دیکھئے کہ کس طرح ان کی نسبت لکھتا ہے اور تشہیر کرتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی

فصلِ ثالث تفصیل تہمت بر مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہٗ

حضرت مولانا شمس العلماء العالمین و بدر الفضلاء الکاملین ابو حنیفۃ الزمان جنید الدوران امام ربانی و محبوب سبحانی جناب مولوی حافظ حاجی رشید احمد صاحب گنگوہی حنفی چشتی صابری نقشبندی سہروردی قادری ایوبی قدس اللہ سرہٗ العزیز کی نسبت اہلِ عرب کے نزدیک یہ ظاہر کیا کہ میرے پاس ایک فتویٰ فوٹو گراف موجود ہے، جس کا مضمون یہ ہے کہ "اگر کوئی خداوند تعالیٰ جلِ شانہٗ کو بالفعل جھوٹا کہے (نعوذ باللہ) تو اس کی تکفیر نہ کرو بلکہ تفسیق اور تضلیل بھی نہ کرو اور بہت سے لوگ سلف صالحین اور ائمہ ماضیین میں سے اس کے قائل ہوئے ہیں" اور مع اس کے اپنی جھوٹی بڑائیاں کہ اولاً مولانا موصوف الصدر مسئلہ امکان کے قائل تھے اور پھر میں نے ایک رسالہ ایسا لکھا اور یہ واقعہ پیش آیا غرض کہ اپنی ہر طرح سے لیاقت و کمال علمی کا اظہار کیا۔ خذلہٗ اللہ تعالیٰ فی الدارین۔

اب آپ حضرات ذرا انصاف فرمائیے اور اس بریلوی دجّال سے دریافت کریں کہ جو امر نہ مولینا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی کسی تصنیف میں موجود نہ ان کے کسی معتقد و مرید و تلمیذ کو معلوم نہ کہیں کسی نے سنا نہ دیکھا وہ آپ کی نسبت کر دینے اور جعلی فتوائی بنا لینے سے کیسے ثابت ہو سکے گا ہم ہزاروں طریقے سے ان کی تصانیف میں ان کے معتقدین و تلامیذ کے کلام سے اس کے خلاف دکھلانے کو تیار ہیں یہ ایک ایسی جھوٹی نسبت اور بہتان بندی حضرت مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت کی گئی ہے کہ جس کا کبھی کسی کو خواب و خیال بھی نہ ہوا تھا اور نہ ہوگا۔ آخر مجدد الدجّالین اور رئیس الکذابین ہیں۔ تجدید دجالیت ہی کیا ہوئی اگر ایک عظیم الشان افترا نہ باندھا۔ اگر نئے سے نیا طریقہ اضلالِ خلق نہ اختراع کیا تو مجددیت قرنِ رابع و عشر ہی کیونکر ہوگی اگر جعلسازی بدایونی

ہرگز شائبہ کذب نہیں ہے قال اللہ تعالیٰ ومن اصدق من اللہ قیلا جو شخص حق تعالیٰ
کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے کہے وہ کذب بولتا ہے وہ قطعاً کافر وملعون ہے اور مخالف
قرآن اور حدیث اور اجماع امت کا ہے وہ ہرگز مومن نہیں تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون
علواً کبیرا البتہ یہ عقیدہ اہل ایمان سب کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مثلاً فرعون وہامان
وابی لہب کو قرآن میں جہنمی ہونے کا ارشاد فرمایا ہے وہ حکم قطعی ہے اس کے خلاف ہرگز
ہرگز نہ کرے گا مگر وہ حق تعالیٰ قادر ہے اس بات پر کہ ان کو جنت دیدے عاجز نہیں
ہوگیا قادر ہے، اگرچہ ایسا اپنے اختیار سے نہ کرے گا۔ قال اللہ تبارک وتعالیٰ
ولو شئنا لاٰتینا کل نفس ھداھا ولکن حق القول منی لاملئن جہنم من الجنۃ
والناس اجمعین اس آیت سے واضح ہے اگر خدا تعالیٰ چاہتا سب کو مومن کردیتا
مگر جو فرما چکا ہے اس کے خلاف نہ کریگا اور سب اختیار سے ہے اضطرار سے نہیں
وہ فاعل مختار فعال لما یرید ہے، یہ عقیدہ تمام علماء امت کا ہے چنانچہ بیضاوی تحت
تفسیر قولہ تعالیٰ وان تغفرلہم الآیۃ لکھا ہے کہ عدم غفران شرک کا مقتضیٰ وعید
کا ہے ورنہ کوئی امتناع ذاتی نہیں اور یہ عبارت اس کی وعدم غفران الشرک
مقتضی الوعید فلا امتناع فیہ لذاتہ واللہ اعلم بالصواب۔

کتبہ رشید احمد گنگوہی

(مہر)

اور یہ فتویٰ عربی ہو کر مکہ معظمہ بھی گیا جو کہ ص۱۱۹ میں بعینہٖ منقول ہے اور اس
کی تصدیق علماء مکہ معظمہ نے بھی کی ہے۔ الحاصل۔ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے خود اس
شد و مد سے اپنے فتاوی میں اس کو تحریر فرمایا ہے کہ جو شخص نسبت کذب باری عزوشانہٗ
کی طرف کرے گا وہ کافر ملعون ہے، ہرگز مومن نہیں پھر نہ معلوم کہاں سے اس مجدد التضلیل
نے یہ خبیث فتویٰ اختراع کیا مسئلہ امکان کے البتہ حضرت مولانا اور ان کے متبعین حسب

جزئیات کونیہ کے بعض افراد کا علم اگر خبیث ابلیس کو بوجہ اس کے کہ وہ عالم اضلال و امتحان کے لئے پیدا کیا گیا ہے دیدیا گیا ہو اور وہ خبیث ہر وقت اپنی توجہ کاملہ کو اسی طرف متوجہ رکھتا ہو جیسے کہ متعدد آیتیں اور احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں اور حضور علیہ السلام سے اس قسم کی جزئیات غائب ہوں باوجودیکہ علم ذات وصفات واسرار وغیرہ کمالات مشاہدہ میں آپ اسی درجہ کے ہوں کہ اس کے ار دگر دکوسوں تک کسی کا خیال بھی نہیں پہنچ سکتا اور ایسے جزئیات کے جاننے سے بوجہ عدم ورود نصوص صریحہ انکار کیا جاوے۔ علاوہ بریں ان کی طرف توجہ کرنا خود حضور علیہ السلام کے منصب علیا کے مناسب نہیں جیسے کہ شعر و کہانتہ و سحر وغیرہ کی طرف توجہ کرنا خلاف شان کمالی حضور علیہ السلام ہے تو کسی طرح ابلیس لعین کا آپ سے اعلم اور اوسع علماً ہونا لازم نہیں آتا البتہ مجدد الدجالین اور ان کے ہم خیال ان چیزوں کے نظر اقدس سے غائب ہونے کی وجہ سے آپ کی شان عالی میں منقصت شمار کرتے ہوں گے۔ ہزار ہا احادیث اس قسم کی موجود ہیں کہ آپ کو جزئیات مخصوصہ کا علم نہ ہوا اور ہزار ہا احادیث اس قسم کی بھی موجود ہیں جس میں بہت سی جزئیات کا علم ہو گیا پس مدار کمال وفضل یہ جزئیات ہرگز نہیں اور نہ ان کی وجہ سے اعلمیت واوسعیت علم تھی۔

بریلوی مجدد نے بوجہ اس کے کہ ان کی عقل اور حیا پر پردے پڑے ہوئے ہیں اس طرف ہرگز توجہ نہ کی کہ صاحب انوار ساطعہ کس چیز کو ثابت کر رہا ہے اور کس علم کی وسعت میں گفتگو کر رہا ہے جس کا جواب حضرت مؤلف براہین قاطعہ دے رہے ہیں وہ بھی فقط اسی وسعت کا اثبات ابلیس لعین اور اس کے جواز نفی از حضرت فخر عالم علیہ السلام پر بحث فرما رہے ہیں وہاں مطلق علم کی وسعت پر ہرگز بحث ہی نہیں اسی وجہ سے لفظ "یہ" کا فرما رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ وسعت یعنی جس میں بحث ہو رہی ہے اور جس کو صاحب انوار ساطعہ نے ذکر کیا ہے اور پہلے جس میں گفتگو ہوتی چلی آرہی ہے پس مضمون اس تقریر براہین کا یہ ہے کہ ایک خاص علم کی وسعت آپ کو نہیں دی گئی ہے اور ابلیس لعین کو

دی گئی ہے جس کی وجہ سے وہ اضلال عالم کرے اور بداہتہً معلوم ہے کہ اس سے اس خبیث کا عالم اور اوسع علماً ہونا ہرگز لازم نہیں آتا دیکھئے کوئی بھی سیبویہ اور ابن حاجب کو امام ابوحنیفہ رح سے اعلم نہیں کہہ سکتا کہ ہم نے اس کی متعدد نظیریں سابق میں پیش کر دی ہیں اسی عبارت میں مذکور ہے۔ "اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔ پس بحث ایک خاص علم کی وسعت میں ہو رہی ہے اور اسی کا جواب دیا جارہا ہے اس لئے بار بار تقیید لفظ (یہ) اور ان کے ساتھ کر رہے ہیں مگر مجدد الدجالین اور اس کے اتباع عناداً سمجھتے ہی نہیں یا عوام کو جان کر دھوکہ دے رہے ہیں۔ قبحہم اللہ تعالیٰ۔

الحاصل جملہ عقلاء اور ہمارے مقدس بزرگان دین کے نزدیک کسی کے اعلم ہونے کے یہ معنی ہیں کہ وہ شخص ایسے ایسے علوم شریفہ و معارفِ کمالیہ کو حاوی اور جاننے والا ہو جن کو دوسرا شخص نہ جانتا ہو پس ان علوم نہ جاننے والے سے اس شخص کو اعلم اور اوسع علماً اور زائد فی العلوم کہیں گے اگرچہ اس شخص ثانی میں وہ علوم موجود ہوں جو کہ نہایت ادنیٰ درجے کے بہ نسبت شخص سابق کے علوم کے ہیں پس حضور علیہ السلام کو جملہ خلائق اولین و آخرین سے اعلم کہنے کے یہی معنی ہوئے کہ جس قدر علوم شریفہ کمالیہ ہیں ان سب میں آپ کے برابر کسی مخلوق کا رتبہ ہو سکتا ہے بعد مرتبہ خداوندی آپ ہی کا مرتبہ ہے۔ ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اب ہم مجدد صاحب سے سوال کرتے ہیں کہ آپ کے نزدیک اعلم ہونے کے کیا معنی ہیں؟ آیا یہ معنی ہیں کہ کلی جزئی شریف ہو یا ردی علوم کمالیہ اور علوم دینیہ سے نہ چھوٹے اور سب کی سب معلوم ہوں تو اس وقت میں بہت سے اکابر و افاضل کو عوام الناس بلکہ حیوانات سے اعلم کہنا نہ صحیح ہوگا بلکہ موافق قاعدہ بریلوی کے یعنی یہ کہ بعض جزئیات کے علم کی وجہ سے کسی شخص کو اعلم کہہ سکتے ہیں، لازم آوے گا کہ نجاست کا کیڑا مجدد صاحب سے اعلم اور اوسع علماً ہو جاوے اور اگر اعلم کے یہی معنی ہیں کہ جو ہم نے بیان کئے کہ علوم عظیمہ

حال مشاہدہ اور نصوصِ قطعیہ سے معلوم ہوا ۔" اھ پس جس امر کا اقرار ہے یعنی یہ کہ یہ علم ان دونوں کا ذاتی نہیں بلکہ اعطاء اللہ تعالیٰ ہے جیسے کہ لفظ دیدینے کا متعدد جگہ موجود ہے اور یہ بھی واضح رہے کہ جس قدر علم جزئیات دنیا و یہ ارضیہ کا ان دونوں کو دیا گیا ہے وہ سب جزئیات کو مشتمل نہیں ہے بلکہ بعض جزئیات کہ جن سے ان کا مقصد حاصل ہو دیا گیا ہے مجدد صاحب لفظ علم محیط ارض دیکھکر یہ سمجھ گئے کہ صاحب براہین دونوں کے لئے جملہ جزئیات کے علم کے قائل ہیں یہ مخصوص باری تعالیٰ کے ساتھ نہیں حضرت رسولِ مقبول علیہ السلام کے علم کمالی کو اگر کوئی شخص ذاتی قرار دے گا بیشک بوجہ مشارکت بصفۃ اللہ تعالیٰ مشرک ہوگا اور اگر غیر ذاتی بلکہ باعطاء اللہ سبحانہ وتعالیٰ اعتقاد کرے گا ہرگز مشرک نہ ہوگا۔ پس صاحب براہین نے جو حکم شرک کا لگایا ہے وہ صورتِ اولیٰ میں ہے، صورتِ ثانیہ میں نہیں دیکھو صفحہ ۴۶ سطر ۳ صاف طور سے تحریر فرماتے ہیں" یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علمِ ذاتی کو کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے جیسا کہ جہلاء کا یہ عقیدہ ہے اور اگر یہ جانے کہ حق تعالیٰ اطلاع دیکر حاضر کر دیتا ہے تو شرک تو نہیں مگر بدون ثبوتِ شرعی کے اس پر عقیدہ درست بھی نہیں اور بدون حجت ایسی بات کو عقیدہ کرنا موجب معصیت کا ہے ۔" اھ اور صفحہ ۴۶ سطر ۱۰ میں فرماتے ہیں کہ ان اولیاء کو حق تعالیٰ نے کشف کر دیا کہ ان کو یہ حضورِ علم حاصل ہو گیا۔ اگر آپ فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی لاکھ گونہ اس سے زیادہ عطا فرماوے ممکن ہے مگر ثبوتِ فعلی اس کا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جاوے ۔

ان دونوں عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ مولانا مؤلف براہین فقط علم ذاتی کو شرک فرما رہے ہیں اور باعطاء اللہ تعالیٰ وسبحانہ کو جائز فرماتے ہیں مگر بوجہ عدم ثبوت نصوص شرعیہ اس کے اعتقاد سے منع فرماتے ہیں اور یہ بھی واضح رہے کہ جملہ بحث ان خصوصاً شخصیہ وجزئیات حادثہ میں ہے جو روزانہ زمین پر حادث ہوتے رہتے ہیں اور ہر کس و ناکس سے متعلق ہیں علوم کلیہ و معارفِ شریفہ میں نہیں ہے پس ان جزئیات کے احوال میں سے بعض احوال کے علم پر

پس یہ قضیہ گفت گو کا اگر مجدد التضلیل کا سچا بھی ہو تو اس تلمیذ کے نہ سمجھنے سے کوئی امر لازم نہیں آتا ہزاروں دنیا میں مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز کے تلامیذ ہیں ان میں ذکی، غبی، ذی علم و غیر ذی علم ہر طرح کے ہیں اس سے کوئی علو مجدد بدعات کا ثابت نہیں ہوتا اگر حقیقۃً اعلانِ حق منظور تھا تو ہم نے جب مجدد صاحب سے مدینہ میں ان امور اربعہ میں گفتگو طلب کی تھی تو کیوں فرار کیا تھا اور کیوں کہا تھا کہ اپنے استاذ کو بلاؤ تم ہمارے قرین نہیں ہو" صاحبو! اظہارِ حق اور تفہیم حق میں قرین و عدم قرین کی کیا ضرورت ہے؟ اب پھر عرض ہے کہ ہم کو وہ دعاوی باطلہ جو آپ گھر بیٹھے ان بزرگوں پر کر رہے ہیں میدان میں نکل کر دکھاویں اور ہم کو سمجھاویں ورنہ عذابِ قبر سے اور تکالیف سے ڈریئے، موت نہایت قریب ہے۔

سلب اللہ ایمانک وسود وجھک فی الدارین وعاقبک بما عاقب بہ ابا جھل وعبد اللہ بن ابی یا رئیس المبتدعین آمین۔

فقہائے حنفیہ نے جو دعائے سلبِ ایمان کو جائز کیا ہے شاید ان کو بھی کسی ایسے ہی سے سابقہ پڑا ہوگا۔

کے قریب بھی پہنچ سکتی ہے۔ خود انبیاء علیہم السلام تو پہنچ ہی نہیں سکتے چہ جائیکہ کوئی مخلوق دیگر ہو کہ بتمامہا علوم کا جاننا مخصوص آپ ہی کے ساتھ ہے۔ والنعم ماقیل

فکلھم عن رسول اللہ ملتمس قطر من البحر او رشفا من الدیم

پس سب کے سب رسول اللہؐ ہی سے چارہ رہے ہیں ؎ قطرہ دریا سے ذرا سا پانی ابر باراں سے افسوس صد افسوس کہ باوجود اس تصریح کے خائنین خذلھم اللہ تعالیٰ مولانا کی نسبت یہ تہمت لگاتے ہیں کہ وہ زید و عمرو و بکر بلکہ مجنون و بہائم و چوپاؤں کے علم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو برابر کہہ رہے ہیں اور خدا اور رسول سے شرم تو تھی ہی نہیں خلق سے بھی شرم نہیں کرتے صاف عبارت کو حذف کیئے ڈالتے ہیں اور تہمتیں لگاتے ہیں پھر اگر ہم اس سے بھی قطع کرتے ہیں تو ان کی دھوکہ دہی پر نظر ڈالئے کہ گفتگو کس بات میں ہو رہی تھی اور بات کونسی لا نکالی۔ صاحبو! گفتگو اس بات میں تھی کہ حضور علیہ السلام پر اطلاق لفظ علم الغیب جائز ہے یا نہیں؟ حضور علیہ السلام کے علم اور مقدار علم میں تو بحث ہی نہیں ہو رہی ہے۔ آپ ابتداء سے لیکر آخر تک عبارت دیکھیں کہ مولانا تھانوی دامت برکاتہم اس میں بحث کر رہے ہیں کہ اس لفظ کا بولنا آپ کی ذات مقدسہ پر جائز نہیں ہے اس میں تو یہاں گفتگو ہی نہیں کر رہے ہیں کہ آپ کو مغیبات میں سے کسی چیز کا علم ہے یا نہیں، اور اگر ہے تو کتنے مغیبات کا ہے اور ہر عاقل کسی چیز کے ثابت ہونے اور لفظ کے اطلاق کرنے میں فرق جانتا ہے جس کی تفصیل میں آگے لکھوں گا، پھر اس سے بھی قطع نظر کریں تو جناب یہ تو ملاحظہ کیجئے کہ حضرت مولانا عبارت میں لفظ ایسا فرما رہے ہیں، لفظ اتنا تو نہیں فرما رہے ہیں اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کی برابر کر دیا، یہ محض جہالت نہیں تو اور کیا ہے اس سے بھی اگر قطع نظر کریں تو لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے اور ظاہر ہے کہ اگر کسی کو کسی سے تشبیہ دیا کرتے ہیں تو سب چیزوں میں مراد نہیں ہوا کرتی مثلاً لوگ کہتے ہیں

کہ زید شیر جیسا ہے تو اس کے معنی یہ نہیں ہوتے کہ زید کے ہاتھ پاؤں دم دسر وغیرہ مثل شیر کے ہیں فقط شجاعت میں تشبیہہ دینی مقصود ہے دیکھئے خود حضرت سرور کائنات علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تم قیامت اپنے رب کو ایسا دیکھو گے جیسا کہ سورج کو دیکھتے ہو اور بعض روایتوں میں لفظ بدر کا ہے اب یہاں پر بھی یہ معنی نہیں ہیں کہ معاذ اللہ باری تعالیٰ کے واسطے تدویر اور رنگ اور کثافت اور شعاع اور مقابلہ اور تقید بالامکان وغیرہ اسمیں ثابت ہوں جیسے کہ یہ چیزیں شمس و قمر میں پائی جاتی ہیں بلکہ فقط اتنی بات میں تشبیہہ دینی منظور ہے کہ جیسے آفتاب اور ماہتاب کو دیکھنے میں کوئی چیز مانع نہیں ہوتی اور سب کے سب ان کو دیکھ لیتے ہیں ایک دوسرے کا حاجب نہیں ہوتا اسی طرح قیامت کے دن جملہ مومنین کو رویتِ باری تعالیٰ عزاسمہٗ نصیب ہوگی بلا حجاب مانع کے بلکہ نفس وجہ شبہ یعنی انجلاء و ظہور کی مقدار میں بھی بہت بڑا فرق ہے دیکھئے باری تعالیٰ فرماتا ہے کہ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰیٓ اِلَیَّ یعنی کفار کو خطاب کر کے کہدو کہ جز ایں نیست کہ میں تم جیسا بشر ہوں مجھ پر وحی کی جاتی ہے۔ اب دیکھئے کہ کفار جن کی نجاست کا صریح اظہار قرآن میں آگیا ہے ان کی بے عقلی و نقائص کا آیتوں میں بار بار ذکر کیا گیا ہے ان کی مماثلت ظاہر کی جاتی ہے مگر چونکہ یہ مماثلت فقط بشریت میں ہے اور دوسرے اوصاف سے کوئی غرض و تعلق نہیں ہے اس لئے کوئی امر خلاف نہ ہوگا، حضرت امام ابوحنیفہؒ سے منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں ایمانی کایمان جبرئیل اور بعض نصوص میں کایمان الانبیاء، فرمایا گیا ہے حالانکہ ایمان انبیاء اور ملائکہ کا اس درجہ میں قوت رکھتا ہے جس میں شائبہ شک اور وہم کا نہیں درجہ عین الیقین سے بھی متجاوز ہو کر حق الیقین تک پہنچا ہوا ہے اور ہم افراد کا ایمان اور یقین جو کچھ بھی ہے معلوم ہے ؎

پائے استدلالیاں چوبیں بود   پائے چوبیں سخت بے تمکین بود

اس کی صریح نص ہے مگر چونکہ امام رحمۃ اللہ علیہ نے نفس الایمان میں تشبیہہ دی ہے

ہے یا نہیں، کیونکہ بداہتہً معلوم ہے اور خود مولانا بھی بعد کو تصریح کر رہے ہیں کہ جتنے مغیبات لازمہ برائے نبوت ہیں وہ سب آپ کو بتمامہا معلوم کر دیئے گئے ہیں علاوہ ان کے اور بھی بہت سی چیزیں غیر لازمہ بھی آپ کو تبلائی گئیں جن کے ذکر سے احادیث بھری ہوئی ہیں۔

پس خلاصہ مولانا کی بحث کا یہ ہے کہ لفظ عالم الغیب کہنا آپ کی ذاتِ مقدسہ کیواسطے جائز نہیں اور اس کے لئے دو دلیلیں ذکر فرمائیں اول یہ کہ حسبِ قول سائل حضور علیہ السلام کا علم غیب ذاتی نہیں ہے بلکہ بتعلیم اللہ تعالٰے ہے اور چونکہ عالم الغیب اس کو کہتے ہیں جس کا علم ذاتی اور بغیر تعلیم کے ہو اور اسی وجہ سے خداوند کریم اپنے آپ کو عالم الغیب فرماتا ہے اس لیے حضور علیہ السلام کو یہ لفظ کہنا ممنوع ہوگا جیسے کہ لفظ رازق و خالق، خدا و معبود وغیرہ کہنا ممنوع ہوا اگرچہ یہ الفاظ دوسرے معانی کے اعتبار سے صحیح ہوں گے مگر ایہام کے سبب ناجائز ہوئے۔ دوسری دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ لفظ عالم الغیب جس کا اطلاق ذاتِ مقدسہ نبویہ پر ہوا ہے کس معنی کے اعتبار سے کرتے ہو یعنی اگر عالم کے یہ معنی ہیں کہ تمام مغیبات کا جاننے والا ہو تو یہ معنی آپ میں موجود نہیں جملہ مغیبات کا علم سوائے خداوند کریم کے کسی کو نہیں اور اگر اس لفظ کے یہ معنی ہیں کہ بعض مغیبات کا جاننے والا ہو تو بعض کا علم تو سب کو ہے کیونکہ کروڑ در کروڑ بھی بعض ہے اور ایک بھی بعض ہے غرض کہ لفظ عالم الغیب کے معنی میں دو شقیں فرمائی ہیں اور ایک شق کو سب میں موجود مانتے ہیں یہ نہیں کہہ رہے کہ جو علم غیب رسول علیہ السلام کو حاصل تھا وہ سب میں موجود ہے بلکہ اس معنی کو سب میں موجود مانتے ہیں، دیکھئے اگر کوئی کہے کہ زید مالدار کو سیٹھ نہیں کہنا چاہئے کیونکہ سیٹھ کے یہ معنی ہیں کہ تمام قسم کے اموال اس کے پاس ہوں تو زید کے پاس یہ موجود نہیں اگر یہ معنی ہیں کہ بعض مال اس کے پاس ہوں تو ایسا مال تو ہر شخص فقیر مفلس محتاج کے پاس بھی ہے کیونکہ ہر شخص کے پاس کوئی نہ کوئی مال موجود ہوتا ہے تو آپ ہی انصاف سے فرمائیں کہ کوئی اس سے یہ سمجھے گا کہ زید کو ہر فقیر و مفلس کے برابر کر دیا علیٰ ھٰذا القیاس اگر کوئی کہے کہ زید کو مولوی عالم نہ کہو

کہ اگر عالم سے یہ مراد ہے کہ تمام مسائل کا جاننے والا ہو تو یہ بذات ہم کو معلوم ہے کہ زید ایسا نہیں اور اگر یہ مراد ہے کہ بعض مسائل حتی کہ الف تا دیا کا جاننے والا بھی عالم ہے تو یہ ہر ہر بچے اور ہر ہر شخص میں ہے پس ہر ایک کو عالم کہنا چاہئے تو آپ ہی فرمائیں کہ کوئی شخص بھی اس عبارت سے یہ کہے گا کہ زید کو ہر بچے کے برابر کر دیا، افسوس کہ مجدد بریلوی اتنی بھی قابلیت نہیں رکھتے کہ صاف عبارت اردو کی سمجھ سکیں اور اس پر دعوئ امامت اور افتاء بلکہ تجدید دین کا کر رہے ہیں ؎

گر از بسیط زمین عقل منعدم گردد بخود گمان نہ برد ہیچ کس کہ نادانم

یہ عقل و شعور رکھکر دعویٰ یہ ہے کہ ہم علماء محققین و فضلاء مدققین کی قرین ہیں خذلہ اللہ تعالیٰ واخذاہ فی الدارین" پس مولانا تھانوی نے لفظ ایسا علم غیب جو کہا ہے اس کے وہ معنی مراد ہیں کہ جس کو مخاطب نے غیب سے مراد لیا ہے چنانچہ ہر ذی شعور پر ظاہر ہے اور اسی وجہ سے عموماً لوگوں نے اس رسالہ کو دیکھا مگر کسی کو خیال میں بھی نہ آیا کہ معاذ اللہ صاحب حفظ الایمان نے حضور علیہ السلام کو سب کے برابر کر دیا مگر آفریں ہے فہم مجدد پر کہ وہ بات اور ایک کرتے ہیں جس کو جملہ اہل عالم نہ سمجھ سکیں اسی تقریر سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ یہ اعتراض مولانا تھانوی پر محض دجل و فریب کا نتیجہ ہے یا غباوت و سوءِ فہم کا ثمرہ ہے حضرت مولانا تھانوی دامت برکاتہم کا دامن تقدس بالکل پاک و صاف ہے اب اس کے بعد جو عبد الدینار کج فہم نے اعتراض کیا ہے کہ مولانا تھانوی کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی کہ علم زید و عمر، بکر وغیرہ غیب کے ساتھ نہیں ہوگا مگر ظنی یہ بعض جہالت ہے کیونکہ صاحب جبکہ علم بالواسطہ والتعلیم آپ کے نزدیک غیب ہے تو جتنے مغیبات کی معبر فیتیں بنی آدم کو خصوصاً مؤمنین کو حاصل ہوں گی وہ ظنی ہی ہیں یقینی نہیں ہیں اگر یہ بات ہے تو پہلے اور اپنے لواحقین کے ایمان کو سنبھالئے کیونکہ ایمان بالغیب ہی اس دار دنیا میں ہو رہا ہے عموماً مومن بہ مغیبات میں سے ہے پس آپ کو اور آپ کے